نقشِ آغاز

راشد الحق سمیع حقانی

ایک عظیم علمی مفکر اور عبقری شخصیت کی المناک جدائی

ہندوستان سے جہاں خون مسلم کی ارزانی و سوختہ سامانی کی خبریں ہمیں مسلسل رُلا رہی ہیں وہیں قارئین الحق اور علمی حلقوں کو یہ المناک خبر مزید درد و رنج میں مبتلا کر دے گی کہ آسمان علم و معرفت کے بہت ہی روشن' منور' یکتا و منفرد علمی ستارہ اور ہماری بزم الحق کے سب سے روشن چراغ' دیرینہ رفیق' بزرگ اور سرپرست حضرت مولانا علامہ سید محمد شہاب الدین ندوی قدس سرہ العزیز 18 اپریل بروز جمعرات صبح ساڑھے سات بجے 71 برس کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ہم نے ان ادارتی صفحات میں بہت سی علمی' ادبی' روحانی اور سیاسی شخصیات کی جدائی کا ماتم کیا ہے لیکن آج جس علمی اور ہمہ جہت شخصیت کا قلم ماتم کرنا چاہتا ہے اس عظیم نقصان پر دل و قلم تو کیا اگر زمین و آسمان بھی دونوں خون کے آنسو بہائیں تو یہ کم ہوگا۔ کیونکہ یہاں زندگی اور علمی و تحقیقی میدانوں کے شہسوار آپ کو ایک نہیں بلکہ درجنوں مل جائیں گے لیکن حضرت علامہ کے پائے جیسی علمی' تحقیقی' سائنسی علوم و فنون' قدیم و جدید اور شرعی علوم پر کامل دسترس رکھنے والی منفرد و یکتا ہمہ جہت شخصیت آپ کو پورے عالم اسلام میں نظر نہیں آئے گی۔

ع اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

حضرت علامہ مرحوم کی ہمہ جہت صفات و کمالات سے متصف شخصیت اور آپ کی شاندار علمی خدمات کا ذکر ہم کہاں سے شروع کریں اور کیسے ختم کریں؟ کیونکہ اس کیلئے تو دفتر کے دفتر ہونے چاہئیں اور نہ ہی یہاں اس تعزیتی شذرے میں اس ناکارہ کیلئے اس کا بیان ممکن ہے۔ مختصر یہ کہ امت مسلمہ کی صف سے ایک ایسا عظیم علم دوست' علم پرور اور علم شناس انسان ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا ہے جس سے پوری بزم میں اندھیرا اور سناٹا چھا گیا ہے اور یقیناً مسندِ علم و ہنر مدتوں ان کی یاد میں ویران رہے گی اور فکر و نظر کے پیمانے جس بے مثل ساقی کی صہبائے علمی سے سیراب ہوا کرتے تھے اب برسوں تشنگی کا داغ لئے ہوئے حیراں و پریشاں رہیں گے۔

جان کر منجملہ خاصانِ میخانہ مجھے مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

یوں تو حضرت علامہ مرحوم نے دیگر علماء اور مصنفین کی طرح اپنے علم و قلم سے دین کی سربلندی کے لئے نمایاں خدمات سرانجام دیں اور تقریباً دین و دنیا اور قرآن و سنت کے ہر گوشے پر بہت زبردست کام کیا۔ لیکن اس

سائنسی، مشینی، کمپیوٹرائزڈ زمانے اور مادیت کے دور میں آپ نے عمر بھر قرآن اسلامی علوم وفنون کو سائنسی اور جدید علوم وفنون پر برتر ثابت کیا۔ آپ کا پسندیدہ موضوع قرآن اور جدید سائنس تھا۔ اس سلسلے میں آپ نے بعض انقلابی اور اجتہادی نوعیت کی تحقیقات بھی پیش کی ہیں، اور آپ نے اپنی تحقیق وجستجو سے یہ واضح کیا کہ تمام سائنسی علوم وفنون اور نت نئے انکشافات وایجادات یہ قرآن وسنت کی حقانیت کو اجاگر کرنے کے لئے دلائل ووسائل ہیں۔ علامہ مرحوم کی انہی بے پناہ علمی خدمات اور تحقیقات پر بطور اعتراف مفکر اسلام حضرت علی میاںؒ نے انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ یورپ میں جو کام ایک اکیڈمی کرتی ہے وہ ہمارے یہاں حضرت علامہ مرحوم نے تنِ تنہا کر کے دکھایا۔ علاوہ ازیں آپ کی علمی تحقیقات اور مختلف جدید مسائل پر آپ کی تحقیقی کاوشوں کا اعتراف ملک و بیرون تمام اہم شخصیات نے کیا ہے جن میں خصوصیت کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ فضیلت الشیخ محمد صالح القزاز سربراہ رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ مولانا شاہ معین الدین ندوی، ناظم دارالمصنفین و مدیر معارف اعظم گڑھ مولانا محمد اویس صاحب شیخ التفسیر دارالعلوم ندوہ میر سیادت علی خان جج حیدرآباد ہائی کورٹ، مولانا حامد الانصاری صدر جمعیۃ العلماء بمبئی ان مقتدر ہستیوں نے آپکی ان کاوشوں کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ان کو دین حق کی ترجمانی کا اہم پلہ قرار پایا۔

۱۹۶۲ء میں آپ تعلیم سے فارغ ہوئے تو مطالعہ میں یکسوئی سے مصروف ہو گئے (مجلس نشریات اسلام کراچی کے بانی مولانا فضل ربی ندوی مدظلہ نے مولاناؒ کے متعلق میرے استفسار پر بتایا کہ مولانا ندوہ میں ہمارے کمرے کے ساتھی تھے اور آپ اس وقت بھی اتنا زیادہ کثرت سے مطالعہ کرتے کہ عقل حیران رہ جاتی اور شدید گرمی میں بھی پسینے سے ڈوبے ہوئے کمرے میں ہر وقت کتاب لئے ہوئے مستغرق رہتے۔ نجانے فراغت کے بعد ان کے مطالعہ کی کثرت کا کیا حال ہوگا۔) اور مختلف موضوعات پر تحقیقی کتابوں کا عمیق مطالعہ کرنے کے بعد تصنیف وتالیف اور مقالہ نویسی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا اس مقصد کے لئے آپ نے ہندوستان میں ''صدق جدید''، لکھنو اور ماہنامہ ''برہان'' دہلی کا انتخاب کیا اور پاکستان میں ماہنامہ ''الحق'' کو اس مقصد کے لئے خاص طور پر چنا اور آپ نے اپنے لئے ایسے موضوعات کو تلاش کیا جن پر بہت کم لکھا گیا تھا اور عصر حاضر میں وہ جدید مسائل کے زمرے میں آتے تھے آپ کی پہلی تصنیف ''چاند کی تسخیر قرآن کی نظر میں'' شائع ہوئی اور اس سے پہلے مقالہ کی شکل میں یہ کئی رسائل اور جرائد میں شائع ہوا تھا۔ جس پر آپ کو انتہائی خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اور اسی طرح آپ کی معلومات آفرین تصنیفات وتالیفات کا سلسلہ شروع ہوا جس سے ایک دنیا مستفید ہو رہی ہے۔ پھر آپ نے ایسے مشکل خشک اور صعب ترین موضوعات کا انتخاب کیا جن کیلئے سخت محنت اور کوشش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ آج جدید مسائل پر آپ کی حیثیت ایک سند اور اتھارٹی کی ہے۔

۱۹۷۰ء میں آپ نے بنگلور میں ایک عظیم علمی وتحقیقی مرکز ''فرقانیہ اکیڈمی'' کی بنیاد رکھی اور اس میں چالیس ہزار سے زائد نادر اور قیمتی کتابوں پر مشتمل ایک عظیم الشان تاریخی لائبریری بھی قائم کی۔ اکیڈمی کا بنیادی مقصد جدید مسائل وموضوعات نت نئے سائنسی انکشافات وتجربات میں امت مسلمہ کی صحیح علمی وفکری رہنمائی کرنا تھا۔ کیونکہ آج عالم اسلام میں جدید تعلیم یافتہ طبقہ مغرب کے افکار ونظریات سے کافی متاثر اور مرعوب ہو چکا ہے اور پھر یہ طبقہ اسلامی علوم وفنون سے بھی عدم ناواقفیت کی بناپر اسے اہمیت نہیں دیتا اور یہ اسلام کو صرف چند مذہبی رسومات وعبادات کا مجموعہ سمجھتا ہے۔ اس خطرناک صورتحال کے پیش نظر حضرت علامہ مرحوم نے اپنی تالیفات وتصنیفات کے ذریعے اس امر کو اجاگر کیا کہ قرآن فقط دینی وشرعی حیثیت سے ہمارے لئے چشمہ ہدایت نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ یہ تمدنی واجتماعی نقطہ نظر سے بھی ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسے دلائل وبراھین کا انبار لگادیا کہ اسلام اور قرآن وحدیث' سائنس اور جدید مسائل کی ضد نہیں ہیں بلکہ اسلام اور قرآن وشریعت تو اس سلسلے میں ہماری بھرپور رہنمائی وسرپرستی فرماتے ہیں اور یہ سب نئے انکشافات وتجربات قرآن وحدیث کی واضح پیشگوئیاں ہیں ۔ پھر علامہ مرحوم سائنس اور جدید علوم وفنون اور مغربی مفکروں سے بالکل مرعوب نہیں دکھائی دیتے اور نا ہی اسلام و شریعت کو اس سے کم سمجھتے ہیں بلکہ انہیں برتر واعلیٰ اور اصل الاصل ثابت کرنے کی پوری کوشش میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ اسلیئے ہندوستان کے چوٹی کے عالم دین ڈاکٹر مولانا عبداللہ عباس ندوی صاحب آپکے بارے میں فرماتے ہیں:

''وہ کتاب اللہ اور سنت نبویؐ کو سائنس کی ترازو میں نہیں تولتے بلکہ کتاب وسنت کی روشنی میں ان فنون کا مطالعہ کرتے ہیں''

آپ نے صحافت میں بھی بھرپور کردار ادا کیا اور ۱۹۷۲ء میں ''تعمیر فکر'' کے نام سے ایک رسالہ کا اجراء کیا۔ تقریباً ۳ سال تک یہ رسالہ خوب چلتا رہا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ نے ایک سہ ماہی مجلّہ ''ندائے فرقان'' کے نام سے جاری کیا۔ پھر آپ کی علمی وتحقیقی جولانیوں کا پتہ آپ کے ان مختلف النوع موضوعات پر لکھی گئی کتابوں سے بھی لگتا ہے جن کی تعداد تقریباً اسی' سو کے لگ بھگ ہے اور کئی مقالات اور غیر مطبوعہ تصنیفات اس کے علاوہ ہیں۔

چنانچہ آپ نے اس موضوع پر یہ اہم عظیم کتابیں تصنیف کیں۔ ان کا بیشتر حصہ ''الحق'' کے سینتیس سالہ ریکارڈ میں بھی محفوظ ہے۔ یہاں پر چند اہم اور چیدہ کتابوں کے نام بطور معلومات اختصار سے لکھ رہے ہیں۔

اسلام اور جدید سائنس' قرآن' سائنس اور مسلمان' چاند کی تسخیر قرآن کی نظر میں' تخلیق آدم اور نظریہ ارتقاء' اسلام اور عصر حاضر' اسلام اور جدید سائنس' قرآن حکیم اور علم نباتات' سائنسی میدان میں مسلمانوں کا عروج وزوال' اسلام اور جدید عالمی نظام' سورج کی موت اور قیامت: قرآن وحدیث اور سائنس کی نظر میں' حیات ثانی کے عقیدے پر کلوننگ کی شہادت' قرآن مجید اور دنیائے حیات۔ اس کے علاوہ انگریزی زبان میں بھی آپ نے معرکتہ الاراء

تصانیف مرتب کیں۔ The Holy 'The Battle of Islamic Shariah in india-' The Holy Quran and Biology-
'Need to Institutionalise Zakat- 'Islam in Concept-' Evolution or Creation-' Quran and Natural World-
'Rise and Fall of Muslims in Science-' Shariah House A Basic Need-' Cloning Testfies Resurrection-
'Quran, Science and The Muslims- 'Moon Sighiting and Astronomical Calculations-

مجلہ ''الحق'' کے ساتھ آپ خصوصی شفقت فرماتے تھے اور ہر ماہ دو دو تین تین مضامین انتہائی سلیقے اور خوبصورت انداز میں کمپوز شدہ بھیجتے تھے جن کی وجہ سے ''الحق'' کے قارئین آپ کے نام سے مکمل طور پر مانوس ہو چکے تھے۔ علامہ مرحوم کی وفات سے جہاں ''فرقانیہ اکیڈیمی'' اور پسماندگان کو نقصان پہنچا ہے وہیں ماہنامہ ''الحق'' بھی ان کی جدائی سے ایک عظیم اہل قلم کی نگارشات سے محروم ہوا ہے۔ الغرض آپکا سانحہ ارتحال تمام عالم اسلام کے لئے بالعموم اور مسلمانانِ برصغیر کیلئے وقعتِ الواقعہ اور سانحہ فاجعہ سے کم نہیں۔ مشرق و مغرب اور اسلام و سائنس کے درمیان فاصلے کم کرنے والا یہ عظیم انسان بہت ہی نازک وقت میں اٹھ گیا ہے۔ کاش ملک الموت ان نازک حالات میں علامہ مرحوم کو کچھ اور وقت دیتا۔　ع　کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

اس عظیم علمی المیہ پر ہم خود بھی تعزیت کے مستحق ہیں اور اس موقع پر ''فرقانیہ اکیڈیمی'' کے ذمہ داروں' آپ کے صاحبزادگان اور تمام ندوی حلقے سے بھی دلی تعزیت کرتے ہیں۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ' چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ نماز جنازہ بعد نماز عصر معظم بی ٹی ایم لے آؤٹ میں ادا کی گئی اور تدفین آبائی وطن چک بانا ور (مضافات بنگلور) میں کی گئی۔

آخر میں ہم حضرت علامہ مرحوم کے رفع درجات کے لئے دعا گو ہیں کہ دین کے اس عظیم خادم اور لاجواب مبلغ کو اعلیٰ علیین میں بلند مقام عطا ہو۔ (امین)

ع　آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

پاک بھارت کشیدگی اور حکمرانوں کا لائحہ عمل

جنوبی ایشیاء اور خصوصاً برصغیر پاک و ہند پر ایک بار پھر جنگ کے سیاہ بادل منڈلا رہے ہیں۔ بارڈروں اور سرحدات پر مہینوں سے متعین دونوں جانب افواج کے درمیان روزانہ فائرنگ کا تبادلہ بھی ہو رہا ہے۔ کسی بھی لمحے اور کسی بھی جانب سے کوئی بھی بڑی کاروائی کا امکان کافی حد تک نمایاں ہے۔ حالات کشیدگی کی انتہا پر ہیں اور نفرتوں اور کدورتوں سے بھرے دوطرفہ بیانات جلتی پر تیل کا کام دے رہے ہیں اگر اس بار پاک بھارت جنگ ہوئی تو یقیناً یہ